تصدیق
شمارہ۰۷، جلد۰۱، ۲۰۲۵

Article

Fundamentals of Biography

سوانح نگاری کے مبادیات

Dr. Muhammad Yar Gondal
Professor, Department of Urdu Language and Literature University of Sargodha
Correspondence: dr.m.yar.gondal@gmail.com

ڈاکٹر محمد یار گوندل
پروفیسر، شعبہ اردو زبان وادب، یونیورسٹی آف سرگودھا

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
Received:19-08-2025
Accepted:05-09-2025
Online:16-09-2025

CC BY
Copyright: © 2024 by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT
Biography is a branch of history that deals with the life histories of individual humans and is also a branch of literature. Biography is a narrative which seeks, consciously and artistically, to record the action and recreate the personality of an individual's life. Pure biography is a truthful and deliberate record of an individual's life written as a work of literature, but there are lots of biographies that are not written artistically. The three behaviors found in this type of biography are partiality, impartiality, and prejudice. These kinds of biographies are unable to recreate the personality of an individual. The writer must give a true portrait of an individual without any attempt at flattery or condemnation. His prejudices must be avoided. Personality, material and literary style are the main principles of a biography. The main condition of a good biography is its readable form.

KEYWORDS: Biography, History, Events, Style, Personality, Attitude, Criticism, Basics

سوانح عمری تاریخ کی ایسی شاخ ہے جو اجتماعی حیات اور قوموں کے عروج وزوال کو زیر بحث لانے کی بجائے فرد کی نجی اور سماجی زندگی کو موضوع بناتی ہے اور حقائق کے ساتھ انسانی کردار کی ظاہری و باطنی کیفیات، دلی جذبات، فکر و فن،، شب وروز کی کیفیات اور رویے، اعتقادات، رہن سہن وغیرہ کی جملہ کیفیات کو زیر بحث لاتی ہے۔

سوانح اصلاً عربی زبان کا لفظ ہے لیکن عربی سے فارسی میں داخل ہوا تو معنوی تغیر کے ساتھ استعمال ہونے لگا۔ جب فارسی سے اردو میں رائج ہوا تو فارسی مفاہیم بھی برقرار رہے اور قدرے تغیر بھی رونما ہوا۔ فرہنگ آصفیہ کے مطابق:

"سوانح کو سانحہ کی جمع لکھتے ہیں۔ اس کے معنی دوز مروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے زمرے میں روئیداد، احوالات، ماجرے، اور واقعات جب کہ زمرہ ثانی میں حادثات، حوادث، متوحش روئیداد، ظہور مقامات، ناپسندیدہ متوحش، بطور معنی درج کئے گئے ہیں۔"(۱)

روئیداد، احوالات، ماجرے اور واقعات کا اطلاق کسی شخص کی زندگی پر کرتے ہیں۔ اس طرح اردو میں سوانح عمری کی ترکیب تخلیق ہوئی۔ فرہنگ آصفیہ میں "سوانح عمری" کے معنی سرگزشت، کسی شخص کی زندگی کا حال، تذکرہ، کسی عالم خواہ فاضل۔ خواہ بڑے بڑے کام کرنے والے بہادر یا حاکم کے وہ واقعات جو اس کی عمر میں گزرے ہوں۔

"فرہنگ عمید" میں لفظ "سانح" اس طرح مستعمل ہے "ہر واقعہ و امری کہ برای انسان رخ بدہد چہ خیر باشد چہ شر "یعنی ہر واقعہ اور ہر کام جو انسان کو پیش آئے، چاہے اچھا ہو یا برا۔ گویا کسی شخص کی زندگی کے تمام تلخ و شیریں و جملہ نیک و بد واقعات، حادثات اور احوالات کا کھوج لگا کر اس کی روئیداد تحریر کرنے کو اردو زبان میں سوانح کہتے ہیں۔ اس طرح یہ لفظ عربی و فارسی لغت و ادب کی "کامترادف بن جاتا ہے۔ تاہم اس کے پہلو بہ پہلو فارسی Biography" روایات کے برعکس اردو کی لغوی و ادبی روایت میں انگریزی لفظ

زبان و ادب میں بھی مستعمل ہے۔ بائیوگرافی کے مترادف الفاظ سیرت و حیات اور تذکرہ بھی اردو میں رائج چلے آتے ہیں۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں سوانح عمری کی تعریف یوں درج ہے:

"سوانح عمری تاریخ کی وہ شکل ہے جو انسانی نسلوں اور گروہوں سے نہیں بلکہ افراد سے تعلق رکھتی ہے۔ قدیم زمانے میں سوانح عمری کا اصل مقصد کسی شخص کے حالات لکھ کر اس کے کارناموں یا اس کی خوبیوں کو نمایاں کرنا تھا۔ اس زمانے میں سوانح عمری کا موضوع صرف بڑے لوگ ہوتے تھے۔ مگر اب یہ روایت بدل چکی ہے۔ اب سوانح نگار کا فرض یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ سوانح عمری کے موضوع کے متعلق صحیح صحیح حالات اس طرح پیش کرے کہ وہ قاری کے سامنے ایک زندہ شخصیت کے روپ میں آجائے۔"(۲)

"کی ابتدا میں لکھا ہے کہ:The life of john streling" ٹامس کارلائل نے اپنی مرتب کردہ سوانح عمری

....."a true delineation of the smallest man and
is scenc of pilgrimage through life, is
capable of interesting the greatest man[۳]" ...

یعنی چھوٹے سے چھوٹے انسان کی صحیح اور سچی سیرت کشی اور اس کے سفر حیات کی عکاسی بڑے سے بڑے انسان کی دل چسپی کا باعث ہو سکتی ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں بائیو گرافی کی تعریف یوں مندرج ہے:

"The history of the lives of individual
men as a branch of literature[۴] "

سوانح عمری کا موضوع ضروری نہیں معروف شخصیت ہی ہو۔ ایک گمنام انسان بھی سوانح عمری کا موضوع ہو سکتا ہے کیوں کہ عام انسان کا سفر حیات بھی اپنے اندر گونا گوں نشیب و فراز اور مشاہدات و تجربات سموئے ہوا ہوتا ہے کہ لہذا اسوانح عمری کے لے ضروری نہیں کہ وہ شخص نامور مصلح، اولولعزم جنگ جو، معروف ادیب یا غیر معمولی شہرت کا مالک حکمران ہو بلکہ معمولی اور گمنام انسان بھی سوانح عمری کا موضوع بن سکتا ہے کیوں کہ چھوٹے سے چھوٹے انسان کے سفر حیات کی اگر صحیح اور فن کارانہ عکاسی کی جائے تو اس کی زندگی قاری کی دل چسپی کا باعث بن سکتی ہے۔

جیسا کہ ایڈمند گاس نے لکھا ہے:

"Biography-a narrative which seeks,
consciously and artistically, to record
the action and recreate the personality of
an individual life[۵]"

یعنی سوانح عمری وہ بیانیہ تحریر ہے جس میں کسی فرد کا اعمال نامہ مرتب کرنے اور اس کی شخصیت کی باز آفرینی کی شعوری و فنکارانہ کوشش کی جائے۔ فرہنگ آصفیہ میں سوانح نگاری کی تعریف اور مفہوم کچھ اس طرح ہے:

"واقعہ نگار – اخبار نویس۔ نامہ نگار و + وہ افسر جو سلطنت مغلیہ کے زمانے میں دور دور کے صوبوں میں عام و خاص کاروائی، انتظام موجود و غیرہ کے لکھنے پر بادشاہ کی طرف سے رہا کرتا تھا۔"(۶)

مذکورہ تعریف کا بغور جائزہ لینے سے یہ امر سامنے آتا ہے کہ سوانح نگاری اور سوانح نویسی میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ لفظ "نویسی" فارسی مصدر "نوشتن" سے ماخوذ ہے جس کے معنی لکھنا ہے۔اس طرح سوانح نویسی کے معنی حالات و

واقعات لکھنے کا عمل ہے۔ اردو میں اصطلاحا اس سے مراد ہے کسی شخص کے حالات زندگی کو جزوی یا کلی طور پر تحریر کرنا۔ باالفاظ دیگر سوانحی واقعات کو کسی فنی و تخلیقی اسلوب کے بغیر جوں کا توں بیان کرنا سوانح نویسی کہلائے گا۔

سوانح نگاری میں لفظ "نگاری" کا فارسی مصدر "نگار شتن" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی نقش کرنا، تصور بنانا اور تحریر کے ہیں اور نگار شتن کے انگریزی زبان میں معنی ہیں، ہیں نیز نگار شتن سے ہی "نگار" مشتق ہے جس کے معنی ہیں نقش، تصویر، دلبر اور صنم بیان ہوئے ہیں اور اس کے انگریزی مترادفات To portray, to write بیان ہوئے ہیں۔ اس طرح نگارستان اور نگارش کے الفاظ بنائے گئے ہیں dye اور Portrait, painting, picture, beauty, mistress, image گویا "نگار شتن" مصدر سے مشتق تمام الفاظ کے مفاہیم میں آرٹ اور تخلیق کا پہلو نمایاں ہے۔

مندرجہ بالا مفاہیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوانح نگاری کا اطلاق جب کسی شخص کی زندگی پر کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ منتخبہ موضوع (شخصیت) مصنف کا پسندیدہ ہو اور کمال فنی مہارت سے الفاظ کے رنگ و روغن اور موئے قلم کے ساتھ، صفحہ قرطاس پر اس کی جیتی جاگتی اور سانس لیتی تصویر بنائے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سوانح عمری میں ادبی چاشنی پیدا کرنا سوانح نگار کے لیے ضروری ہے ورنہ وہ معیاری سوانح عمری کی ذیل میں داخل نہیں ہو سکتی۔

سوانح عمری میں ادبی چاشنی کے حوالے سے ڈاکٹر بی۔ آر ملک لکھتے ہیں:

> "The element of "literature emphasizes that this truthful record of an individual's life must be presented in such manner that it attracts the attention of the reader and gives him aesthetic pleasure thus those narratives which are not written with a conscious artistic purpose is excluded from the domain of biography(۸) .

سوانح نگاری کے برعکس سوانح نویسی میں حالات و واقعات کو سپاٹ انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں مصنف یا مرتب کے خون جگر کی آمیزش نہیں ہوتی، نہ ہی حالات وواقعات کی چھان پھٹک اور حسن و قبح کو مد نظر رکھا جاتا ہے اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ سوانح تاریخ کی ایک شاخ ہے لیکن بعض خصوصیات کی بنا پر اس کا شمار ادب میں کیا جاتا ہے۔ ادب میں اس کی شمولیت کا سبب، اس کا اسلوب بنتا ہے۔ سوانح نہ تو تاریخ ہے اور نہ افسانہ بلکہ وہ تاریخ کی بے وقعت سچائی اور افسانے کی غیر حقیقی زندگی، دونوں کے درمیان کی چیز ہے۔ سوانح تاریخی حقائق کی بنا پر تاریخ کی ایک شاخ ہے لیکن اس کا افسانوی اسلوب اسے ادب میں جگہ دینے کا سبب بنتا ہے۔

سوانح عمری وہ صنف ادب ہے جس میں کسی فرد کے مہد سے لہد تک کے تمام ضروری واقعات، اس کی فکر و نظر کے مختلف مراحل اور اس کے شخصی کارناموں کو تفصیل سے فنکارانہ ادبی انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر بی آر ملک سوانح عمری کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"......"Pure" biography as the truth full and
deliberate record of an individual's life written
as work of literature[۸]"

سوانح عمری انسان کی مکمل تاریخ ہے۔اعلی پائے کی سوانح عمری میں انسان جیتا جاگتا اور سانس لیتا محسوس ہوتا ہے۔اس میں صاحب سوانح کی شخصی اور سماجی زندگی کے واقعات،کارنامے،ناکامیاں اور نفسیاتی الجھنوں کو بیان کیا جاتا ہے۔بقول ڈاکٹر امیر اللہ شاہین:

"سوانح نگاری افراد کی تفسیر حیات یا تاریخ زیست ہے لیکن نہ محض تاریخ ہے اور نہ ہی صرف تفسیر۔وہ مہد سے لہد کا ریکارڈ ہے۔جس میں کارنامہ ہائے حیات سے زیادہ ذہن کے مختلف گوشوں کا وہ تدریجی ارتقا ہے جس سے مل کر شخصیت وجود میں آئی ہے، پیش کیا جاتا ہے۔"(۹)

سوانح عمری میں صاحب سوانح کے دور کی تاریخی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی کشمکش کا اظہار ہوتا ہے۔اس کے بغیر کوئی سوانح مکمل نہیں ہو سکتی کیوں کہ شخصیت جس ماحول میں پرورش پاتی ہے اس کے اثرات اس کی زندگی پر حاوی ہوتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ ادب زندگی کی پیداوار ہے اس طرح شخصیت بھی زندگی اور ماحول کی پیداور ہے اس لئے کسی فرد کی سیرت اور ذہنی ارتقا کو بغیر اس دور کی تمدنی زندگی کے سمجھنا کا محال ہے لیکن اس موقع پر بھی وہیں باتیں بیان کی جائیں جو شخصیت کی زندگی سے براہ راست تعلق رکھتی ہوں۔یہاں یہ احتیاط ملحوظ رہنی چاہیے کہ تاریخی اور سماجی منظر صرف اس حد تک ہونا چاہیے کہ شخصیت کے کردار پر روشنی پڑ سکے یا اس کے آمادگی اعمال کا پس منظر مختصر ا بیان ہو۔ایک معیاری سوانح عمری میں پس منظر اس طرح ملا جلا نظر آنا چاہے کہ نہ تو شخصیت اس میں چھپ کے رہ جائے اور نہ محض شخصیت کا ہی غلبہ رہے جیسا کہ ایڈمنڈ گاس نے لکھا ہے:

"To under take the life and times of
any body is always a mistake[۱۰]"

ایک عمدہ سوانح عمری کسی انسان کی تحلیل نفسی کا عمل ہے اس میں انسان کے ظاہر و باطن کی ایک درخشاں تصویر ہونی چاہیے۔زندگی کے تمام پہلو واضح طور پر نکھر کر سامنے آئیں اور کوئی پہلو گوشہ گمنامی میں نہ رہے اس بارے میں الطاف فاطمہ لکھتی

ہیں:

"در اصل یہ ایک فن ہے جس میں سائنس کا ایک بڑا لطیف اور نازک امتزاج ہے۔ اس کا راستہ تلوار کی دھار سے تیز اور باریک ہے ذرا سی لغزش اس کو فن کے پائے سے گرا دیتی ہے۔"(۱۱)

سوانح نگاری ایک مشکل فن ہے اس سے عہدہ برا ہونے کے لیے سوانح نگار کے اندر تحقیق تنقید اور تخلیق کا عنصر پایا جانا ضروری ہے۔ سوانح نگاری کا فن تاریخ جیسی وسعت، ناول جیسا پھیلاؤ، تنقیدی شعور، شاعرانہ وجدان، تخلیقی توانائی، تحقیقی جستجو، منصفانہ اور خلاقانہ رویے، صداقت اظہار، اور مضبوط فنی ہنر کاری کا تقاضا کرتا ہے۔ بقول ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:

"کسی انسان کی صحیح مرقع کشی کے لیے سوانح نگار کو بیک وقت محقق، مورخ، مبصر، ماہر نفسیات اور ادیب ہونا چاہیے۔ ان اوصاف کا اجتماع شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے دنیائے ادب میں معمولی انسانوں کی اعلیٰ سوانح عمریاں بہت کم اور عظیم شخصیتوں کی نہایت ادنی سوانح عمریاں بہت زیادہ ہیں۔ اردو میں اول الذکر کے نمونے تو موجود نہیں، ہاں ثانی الذکر مثالیں بہ کثرت ملتی ہیں۔"(۱۲)

حقیقت یہ ہے کہ ایک معیاری سوانح عمری فنی اور تخلیقی کارنامہ ہوتی ہے۔ سوانح نگار کے لئے زندہ دلی، خاص قسم کی آزاد ذہانت، تاثراتی کیفیات سے بلند کشادہ دلی اور متجسس دماغ جیسی صلاحتیں سوانح عمری کی مشکل راہوں کو آسان کر دیتی ہیں۔ سوانح نگاری کو فنی نظر سے دیکھا جائے تو تین رویے غالب نظر آتے ہیں۔ ان میں نیاز مندانہ، غیر جانب دارانہ اور متعصبانہ رویہ شامل ہیں۔

نیاز مندانہ رویے میں سانح نگار نیاز مندی کے بوجھ تلے دب جاتا ہے۔ سوال نگار پر نیاز مندی اور عقیدت اس درجہ غالب آجاتی ہے کہ باوجود کڑوی حقیقت کو جانتے ہوئے وہ اسے صفحہ قرطاس پر لانے سے قاصر رہتا ہے۔ وہ شعوری طور پر شخصیت کی پردہ پوشی کرنے لگتا ہے۔ یہ عقیدت مندی فنی اعتبار سے سوانح کے لیے مہلک ہے۔ سوانح میں صداقت کا ہونا ضروری ہے کیوں کہ صرف صداقت وہ اہم عنصر ہے جو سوانح نگار کو ہر قسم کے الزامات سے بچا لیتا ہے اور سوانح نگار فن کے بنیادی تصور سے ہٹنے نہیں پاتا۔ کسی تصور کو تراش خراش کر بد صورت بنانا یا زیادہ حسن پیدا کرنا دونوں صداقت کے خلاف ہیں۔ ذاتی دوستی اور باہمی محبت کے علاوہ مذہبی اعتقادات اور اثرات بھی سوانح نگار کے راستے میں حائل ہوتے ہیں۔ سوانح نگار کے لیے

اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ بشر کو بشریت کی روشنی میں دیکھے۔ عموماً سوانح نگاری کا جذبہ دلی تعلقات کی بنا پر پروان چڑھتا ہے اور سوانح نگار چاہتا ہے کہ اس کے ہیرو میں دنیا جہاں کی خوبیاں ہونی چاہیں۔

فنی اعتبار سے سوانح میں کسی فلسفے یا نقطہ نظر کا تلاش کرنا غیر ضروری ہے۔ سوانح نگار واضح کرے کہ اس (شخصیت) نے وہ اعمال کیوں کئے اور کس طرح کئے، یہ نہیں بتائے گا کہ اعمال اچھے تھے یا برے۔ اس رویے سے سوانح عمری ایک شاہ کار بننے سے محروم ہو جاتی ہے اور شخصیت کی تصویر نامکمل رہ جاتی ہے۔ اس طرح نیاز مندانہ رویے کی حال سوانح عمری اپنی سوانحی افادیت کھو بیٹھتی ہے۔ غیر جانب دارانہ رویے میں سوانح نگار شخصیت سے عموماً عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتا ہے جس کی بنا پر وہ جستجو اور تحقیق کے شوق سے محروم رہتا ہے۔ اسی بنا پر شخصیت کے بہت سے پہلو پردہ اخفا میں رہتے ہیں اور سوانح عمری میں واقعاتی خلا پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے سوانح عمری نامکمل رہ جاتی ہے لیکن اس رویے میں بہتری کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ سوانح نگار کی جہاں تک رسائی ہوتی ہے، شخصیت سے ناانصافی یا ناجائز مدح سرائی سے گریز کرتا ہے۔ اس طرح اس رویے میں ایک حد اعتدال قائم رہتی ہے۔

غیر جانب دارانہ رویے کا حال سوانح نگار ہیرو کے متعلق کوئی نظریہ نہیں رکھتا بلکہ وہ اسے اس طرح پیش کرتا ہے جس طرح وہ اپنے دوستوں عزیزوں کے درمیان چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا رہا ہو اور اس سے جو اعمال سرزد ہوئے ان کو جوں کا توں بیان کر دیتا ہے۔ متعصبانہ رویے میں سوانح نگار اپنے موضوع کے منفی پہلوؤں کی تلاش میں شخصیت کے بہت سے روشن زاویوں کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ سوانح نگار کا یہ رویہ دراصل شخصیت سے زبردستی کا رویہ ہوتا ہے۔ ایسے سوانح نگار کو اصولی طور پر سوانح نگاری سے احتراز کرنا چاہیے۔ بقول ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:

> "جب تک ہم کسی انسان کی بشری کمزوریوں کو فراخ دلی اور ہمدردی سے سمجھنے کی کوشش نہ کریں، ہم اس کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے۔"(۱۳)

ایسی سوانح عمری فنی لحاظ سے سوانح عمری کی ذیل میں داخل نہیں کی جا سکتی کیوں کہ شخصیت کے وہ روشن پہلو جن کو منصۂ شہود پر لانا مقصود ہے اگر وہی مفقود ہوں تو سوانح عمری، سوانح عمری کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ ڈاکٹر بی آر ملک لکھتے ہیں:

> "What is of primary importance in "pure" biography is historical truth. The writer must give us a true portrait of the individual without any attempt at flatter or condemnation. His

personal prejudices must be avoided[۱۴] "

سواح نگار میں ہمدردی اور عقیدت کے ساتھ ساتھ غیر جانب داری، تنقیدی نظر، تحقیقی جستجو، اور صداقت اظہار کا ہونالازمی ہے تاکہ وہ اپنے موضوع سے انصاف کر سکے اور اپنے ہیرو کی کامیابیوں اور خوبیوں کے پہلو بہ پہلو ناکامیوں اور خامیوں کی بھی نشان دہی کرتا رہے تاکہ قاری شخصیت کی صحیح تصویر دیکھ سکے۔

سوانح عمری مرتب کرنے کے تین بنیادی اور اہم اصول ہیں: موضوع، مواد اور بیان۔ موضوع (شخصیت) عظمت کا حامل ہوناچاہیے اور زیادہ سے زیادہ قارئین کو اپیل کرتا ہو۔ قاری کے لیے پرکشش ہو۔ موضوع زندگی کے نشیب و فراز سے مملو ہو۔ بقول ڈاکٹر افتی احمد صدیقی:

> "ایک دل چسپ سوانح عمری کے لیے دو باتیں اور ضروری ہیں: اول یہ کہ موضوع ایک متنوع، پرکشش اور جان دار شخصیت کا مالک ہو۔ دوم یہ کہ موضوع کی حیات میں حالات کی گونا گونی سے دھوپ چھاؤں کی کیفیت ہو۔"(۱۵)

موضوع ایسا ہونا چاہیے کہ اس کی زندگی اور اعمال نامہ اس انداز کا ہو کہ قارئین اس کی تقلید کرنا پسند کریں اور اپنی زندگیوں میں تبدیلیاں لا سکیں۔ سوانح نگاری کے اصول و شرائط پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے سر سڈنی لی کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

> "سوانحی موضوع کردار اور کارنامے سے مرکب ہو اور اس قابل ہو کہ آنے والی نسلوں کی دل چسپی کو متحرک کر سکے۔"(۱٦)

موضوع کا مکمل ہوناضروری ہے۔ اسے سنجیدہ اور پر عظمت ہونا چاہیے۔ اپنے سفر حیات کے نمونے اور اپنے فن کے برتاؤ کے حوالے سے منفرد ہونا چاہیے۔ صاحب سوانح کے لیے ضروری ہے کہ اس نے اپنے زمانہ حیات پر اپنی شخصیت اور اپنے فکر و فن کے گہرے نقوش چھوڑے ہوں۔ سر فلپ سڈنی نے اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرنے کے لیے ارسطو کے المیے کی تعریف کو اپنایا ہے جس کے مطابق:

> "موضوع کی حیات ایسی ہو جو سنجیدہ ہو مکمل ہو عظمت کی حامل ہو۔"(۱۷)

ہر شخص سوانح عمری کا موضوع نہیں بن سکتا۔ ویسے تو ہر شخص کی زندگی میں نشیب و فراز، کامیابیاں اور ناکامیاں، اچھائیاں اور برائیاں ہوتی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ دل چسپ موضوع بھی ہو۔ دل چسپ موضوع وہ ہوتا ہے جو اپنے دور کی رفتار پر غالب آیا ہو۔ جو نہ صرف اپنے زمانے اور معاشرے سے اثر پذیر ہوا ہو بلکہ زمانے اور معاشرے کی روایت پر اس طرح اثر

انداز ہوا ہو کہ زمانے کے لئے نئی جہات متعین کر گیا ہو۔ ایسا موضوع بھر پور موضوع (شخصیت) ہوتا ہے اور ہر خاص و عام کے لیے دل چسپی کا باعث بنتا ہے۔ بقول ڈاکٹر اللہ شاہین:

"سوانحی موضوعی کردار اور کارناموں سے مرکب ہو اور اس قابل ہو کہ آنے والی نسلوں کی دلچسپی کو متحرک کر سکے، یقیناً کردار اور کارنامے کے امتزاج ہی سے ایک عظیم شخصیت بنتی ہے اور وہی سوانح نگاری کے لیے مناسب موضوع ہے۔"(۱۸)

فن سوانح نگاری میں شخصیت کا انتخاب سب سے اہم اور مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ عقیدت کی آنکھ سے شخصیت کے انتخاب کے معروف رویے کے باوصف یہ بات بھی پیش نظر ہونی چاہیے کہ جس شخصیت کا انتخاب کیا جائے وہ قاری کے لیے بھی اتنی اہمیت اور دلچسپی کی حامل ہو جتنی سوانح نگار کے لیے۔ سوانح نگاری کے ابتدائی دور میں صرف عظیم شخصیت کو موضوع کے قابل تصور کیا جاتا تھا لیکن جدید دور میں اس رجحان میں کمی واقع ہو چکی ہے۔ اب شخصیت کے انتخاب میں سماجی حیثیت کے بجائے اس کے ذاتی کردار نے جگہ لے لی ہے۔ جامد قسم کا موضوع سوانح عمری کو ڈبو دیتا ہے۔ لہذا موضوع (شخصیت) ارتقاپذیر ہونا چاہے جس میں زندگی ان تمام خوشیوں اور غموں امنگوں اور آرزوں کے ساتھ اس لیے معلوم ہو۔ بقول ڈاکٹر سید شاہ علی:

"سوانح نگاری میں کامیابی اس وقت ممکن ہے جب کہ موضوع اور مواد دونوں عمدہ ہوں۔ ان میں ایک دوسرے کی تلافی نہیں کر سکتا۔"(۱۹)

سوانح نگار کا موضوع سے تعلق خاطر بھی ضروری ہے تب جا کر کہیں اس فن میں جان پڑے گی اور وہ معیاری سوانح عمری تشکیل دے سکے گا بقول ڈاکٹر امیر اللہ شاہین:

"حیات نگار کو موضوع سے ایسا لگاؤ ہونا چاہیے جیسا طالب کو مطلوب سے، محب کو محبوب سے اور عاشق کو معشوق سے۔"(۲۰)

جب کہ سوانح نویس کو موضوع سے تعلق صرف ذاتی منفعت کا ہوتا ہے۔ ذاتی دلچسپی نہ ہونے کی بنا پر وہ حالات و واقعات معلوم کرنے میں کاوش و محنت اور تجسس و جستجو سے کام نہیں لے گا۔

موضوع سے یہی جذباتی لگاؤ سوانح نگار کو تحقیق کی کٹھن اور طویل مسافتیں طے کراتا ہے اور وہ خوشی خوشی گوہر مقصود کے لئے سمندر میں غوطہ لگا دیتا ہے۔

سوانح عمری کے لئے مواداور خاص طور پر مستند مواد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ مواد ہی دراصل سوانح عمری کی عمارت کا اینٹ گارا ہے۔ مواد کی عدم موجودگی یا فرومائیگی کی صورت میں اس عمارت میں نقص در آئے گا اور وہ اپنا فنی حسن کھو بیٹھے گی۔ بقول ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:

"سوانح نگاری کو اس کے بہترین مواد سے محروم کر دینا گویا موضوع کے دل کو مقفل کر دینا ہے۔"(۲۱)

مستند مواد کی ذیل میں شخصیت کی خود نوشت تحریریں خصوصاً خطوط، ڈائریاں، یاداشتیں، اور اس کا فن خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو۔ کیوں کہ شخصیت کا فن دراصل شخصیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس ضمن میں سوانح نگار کو حالات وواقعات کا کھوج لگا کر صرف ایسا لوازمہ منتخب کرنا چاہیے جو مستند اور تحقیقی اعتبار سے صحیح ہو۔ جیسا کہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"سوانح نگاری کے فن میں انتخاب و ترتیب کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر سوانح نگار ذوق سلیم اور قوت فیصلہ سے کام لے کر سوانحی مواد کی چھان پھٹک نہ کرے اور مناسب ترک و انتخاب کے بعد اسے فنی ترتیب نہ دے تو سوانح عمری ایک انبار خرافات بن کر رہ جاتی ہے۔"(۲۲)

مواد کی فراہمی کے بعد اس کی چھان پھٹک کا مرحلہ آتا ہے کہ کون سا مواد تحقیقی اعتبار سے مستند اور معیاری ہے۔ اس کے بعد ایک خاص فنی مہارت کے ساتھ مواد کو اس طرح استعمال میں لایا جاتا ہے کہ شخصیت کی پیدائش سے وفات تک تمام واقعات کی کڑیاں ایک دوسرے سے مربوط ہوں اور واقعات کا یہ تسلسل شخصیت کی موت پر جا ٹوٹے۔ واقعات کے بیان میں علمی اور سائنٹیفک انداز ضروری ہے۔ لوازمے کے انتخاب و ترتیب میں تالیفی سلیقہ مندی کا خیال رکھنا سوانح نگار کے لئے ضروری ہے۔ مواد کو بغیر کسی ضروری موقع محل کے مکرر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

مواد کے دوسرے ذرائع میں روز نامچے، خاکے، سوانحی ناول، اقوال، اعمال، لطائف و ظرائف، معاصرین کی شہادتیں، موضوعی، شخصی اور مدحیہ شاعری وغیرہ ہیں۔ پھر موضوع کے مطالعہ کتب کی بڑی اہمیت ہے کیوں کہ انہیں کتب کے مطالعہ سے شخصیت کا مزاج تشکیل پاتا ہے اور اسی مزاج کا عکس اس کی زندگی اور کردار میں نظر آتا ہے۔ اس بارے میں صدیق جاوید لکھتے ہیں:

"کسی آرٹسٹ، ادیب، شاعر اور فلسفی کی سوانح مرتب کرتے ہوئے اس کی علمی دل چسپیوں، کتب بینی کی عادات اور ذوق مطالعہ کے مختلف پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس

حوالے سے کسی فنکار کی ذہنی ساخت سے جو واقفیت پیدا ہوتی ہے اور اس سے فنی شخصیت وہ پہلو سامنے آتے ہیں جو کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں۔۔۔ دنیا کا ہر بڑا شاعر اور فلسفی مطالعہ کی دولت ہی سے امیر ہوا، ملٹن، گوئٹے، ورڈ ورتھ، کالرج، ٹی ایس ایلیٹ، فیضی، بیدل، خیام، امیر خسرو اور غالب وغیرہ کی سواری اس امر کے شاہد ہیں۔"(۲۳)

سوانح عمری کے مختلف حصوں اور ابواب کے درمیان ہم آہنگی کے اہتمام سے سوانح عمری معیاری اور بلند پایہ بھی جائے گی۔ الغرض سوانح عمری میں شخصیت کا حالات وواقعات کے حوالے سے بتدریج ارتقا نظر آنا چاہیے۔ اس طرح صاحب سوانح کی شخصیت میں دوبارہ نئی روح آجائے گی اور قاری کی چشم تصویر دوران مطالعہ اسے مہد سے لہد کی طرف مراجعت کرتے ہوئے دیکھ سکے گی۔ لیکن سوانح نویس اس کدوکاوش میں نہیں پڑتا وہ تو مقراض کاری کے ذریعے کبھی مخمل میں ٹاٹ لگا دیتا ہے اور کبھی ٹاٹ میں مخمل۔ یوں سوانح عمری ایک ایسی خرافات بن کر رہ جاتی ہے اور اس کے اندر ایک میکانکی انداز پیدا ہو جاتا ہے جو ادبی تحریر کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔

سوانح نگاری ایک فن ہے اور اس کا شمار فنون لطیفہ میں ہوتا ہے۔ یوں تو سوانح نگاری تاریخ کی ایک ایسی شاخ ہے جس میں اجتماعی زندگی کے بجائے انفرادی شخصیت موضوع بنتی ہے۔ اپنی ساخت، ڈھانچے اور جنس کے اعتبار سے یہ تاریخ ہے لیکن اپنے رویے، برتاؤ، بنت، اسلوب اور تکنیک کے سبب تاریخ سے الگ بھی ہو جاتی ہے۔ اس میں ادبیت کے غالب عنصر، حسن ترتیب اور ممیز اسلوب ہے۔

اسلوب اصل میں خود سوانح نگار کی شخصیت کا عکاس ہوتا ہے۔ سلیس، شگفتہ اور رواں دواں اسلوب سوانح عمری کو ادبی اعتبار سے پر کشش بنا دیتا ہے۔ سوانح نگار کا نقطہ نظر اور انداز بیان متوازن اور معتدل ہونا چاہیے۔ کسی شخص کی حیات کو تاریخی سچائی، ہمدردی اور ادبی ہنر مندی سے پیش کیا جائے تو وہ دل چسپی سے بھرپور ہوگی۔ بقول ڈاکٹر بی۔ آر ملک:

> .."intelligent reader also demands a good literary form in a biography. He not only expects details of an individual's life based on facts but also wants that these details should be presented in a readable from (۲۴) "

سوانح عمری کا اسلوب ایسا ہونا چاہیے کہ قاری محسوس کرے کہ لکھنے والا تخلیقی فنکار ہے۔ جس نے تمام حالات واقعات کو ہوشیاری اور ہنر مندی کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ بیان میں اختصار اور مفہوم میں جامعیت ہونی چاہیے۔ سوانح نگار کی

طبیعت میں پختگی اس کے بیان کو مربوط اور متوازن بناتی ہے۔ انداز بیان جذبات اور تخیلات سے پاک ہونا چاہے۔ سوانح نگار کو مبلغ اور واعظ بننے سے بچنا چاہے۔ انداز بیان ایسا پر کشش اور دلچسپ ہو کہ قاری اس کے مطالعہ میں محو ہو جائے اور اپنی چشم تصور سے شخصیت کا تدریجی ارتقا اور اس کے شب روز دیکھ سکے۔ اس میں کہانی جیسی دل چسپی ہونی چاہیے تاکہ قاری دوران مطالعہ اکتاہٹ کا شکار نہ ہونے پائے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبد اللہ لکھتے ہیں:

> "سوانح عمری کا انداز بیان کہانی کی طرح ہونا چاہیے۔ بیانیہ کی روانی اور رفتار میں کسی طرح رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ سوانح عمری از بس کہ ناول کی ایک قسم ہے اگر اس میں کہانی کی خوبیاں پیدا نہ ہوں گی تو دل چسپی کا عنصر بھی ابھرنے نہ پائے گا۔ سوانح عمری اور ناول میں فرق یہی ہے کہ جہاں ناول میں کردار و وقعات فرضی ہوتے ہیں۔ وہاں سوانح عمری میں واقعات اصلی ہوتے ہیں اور چونکہ تاریخی حقیقت افسانے سے بہر حال زیادہ یقینی چیز ہے اس لئے اگر سوانح نگار چاہے تو سوانح عمری میں دوہری خوبیاں پیدا کر سکتا ہے۔ تاریخی کی سی یقینی سچائی اور ناول کی سی دل کشی۔ بہر صورت سوانح عمری کو کہانی کی طرح اٹھانا لازم ہے۔"(۲۵)

سوانح نویس کا اسلوب ادبی اسلوب نہیں ہوتا جس میں اس کا انداز تو خبریہ اور معلوماتی ہوتا ہے اس کے اسلوب میں خون جگر اور عرق ریزی شامل نہیں ہوتی۔

موضوع اگر جامع بھی ہو جب تک اسے موثر الفاظ کے پیرایہ کا جامہ نہ پہنایا جائے، موضوع واضح ہو گا نہ جمالیاتی کشش کا حامل ہو گا۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ سوانح نگاری میں کامیابی اس وقت ممکن ہو سکتی جب موضوع کے ساتھ اس کا بیان بھی عمدہ ہو۔ ان میں ایک دوسرے کی تلافی نہیں کر سکتا۔

حوالہ جات

۱۔ فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، لاہور: اردو بازار ۱۱۷

۲۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، (جلد اول) شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۴۵۴

3.The life of john sterling by thomas carlyle, oxford press london 1871 chapter 1 p.6

4. Oxford Dictionary oxford University Press. London 1985

5. Encyclopedia Britanica London volume 3, P.593. (Article on Bio. Graphy by sir

Edmond Gosse

۶۔فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم محولہ بالا صفحہ ۱۱۷

7. Principles and History of literary criticism by Dr.B.R Mulik،Kitab Mahal Lahore chapter vii [Biography]P.167

8. As above P.168

۹۔ڈاکٹر امیر اللہ شاہین، فن سوانح نگاری اور دیگر مضامین، دہلی: جمال پرنٹنگ پریس،(جون ۱۹۷۴)ص ۱۱۹

.Encyclopedia Britanica p.594.۱۰

۱۱۔الطاف فاطمہ۔اردو میں سوانح نگاری کا ارتقاء، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ (۱۹۶۱)ص ۱۸

۱۲۱۔ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مولوی نذیر احمد دہلوی-احوال و آثار، لاہور مجلس ترقی ادب،(۱۹۷۱)ص۔

۱۳۔ایضا-ص ۱۵

14.Principles and history of literary criticism. P168

۱۵۔ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مولوی نذیر احمد دہلوی، احوال و آثار محولہ بالا ۱۳ ص ۳

۱۶۔ایضا ص ۱۴

۱۷۔ڈاکٹر سید شاہ علی، اردو میں سوانح نگاری، کراچی، گلڈ پبلشنگ ہاؤس،(۱۹۶۱)ص ۱۳

۱۸۔ڈاکٹر امیر اللہ شاہین، فن سوانح نگاری اور دیگر مضامین، محولہ بالا ۹، ص ۱۲۴-۱۲۵

۱۹۔ڈاکٹر سید شاہ علی، اردو میں سوانح نگاری محولہ بالا ۱۷ ص ۲۴

۲۰۔ڈاکٹر امیر اللہ شاہین فن سوانح نگاری اور دیگر مضامین محولہ بالا ۹- ص ۱۲۴-۱۲۵

۲۱۔ڈاکٹر سید شاہ علی، اردو میں سوانح نگاری محولہ بالا ۱۷۔، ص ۳۱

ص ۷ ۲۲۔ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مولوی نذیر احمد دہلوی، احوال و آثار محولہ بالا ۱۲

۲۳۔صدیق جاوید اقبال کی مذکورہ کتابیں (مضمون) ماہنامہ کتاب لاہور، اقبال نمبر شمارہ نمبر (۱۹۷۳)ص ۷

24. Principles and histroy of literary criticicm as above 7.P.168 .26

۲۵۔ڈاکٹر سید عبد اللہ اطراف غالب، لاہور گلوب پباشرز طبع اول (۱۹۶۸)ص ۱۶۲